AL-ILM Journal

Volume 6, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title اردو تفسیری ادب میں تنقیح حدیث کے معیارات واسالیب

Author (s): Dr Asma Shahid
Dr Asim Naeem

Received on: 06 April, 2022
Accepted on: 10 June, 2022

Published on: 25 June, 2022
Citation: English Names of Authors, "Urdu Tafseer I Adab Main Tanqeeh e Hadith ky Mayaraat wa Asaleeb", AL-ILM 6 no 1(2022):23-39

Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

اردو تفسیری ادب میں تنقیحِ حدیث کے معیارات واسالیب

ڈاکٹر اسماء شاہد*
ڈاکٹر عاصم نعیم**

Abstract

Quran-e-Hakeem enjoys the status of core principle in the field of Islamic Studies. Comprehending its meaning and spirit within the realm of human understanding and then explaining it is known as the science of Commentary. Quran is the ultimate source of explanation for the Quran. After Quran, the Hadith of the prophet PBUH should be given importance. But it is necessary to keep an eye on the status i.e., weak or fabricated of the traditions while doing commentary of Quran and after that Tab'een's verdict should be taken up for understanding. Such commentaries are known as Tafseer Bilma'thoor. This is the most ancient and earliest mode of commentary. Several varied commentaries have been compiled in the literature of Ma'thoor Commentaries collection of the subcontinent, in which due importance has been given to the status of traditions and only authentic and first-class traditions have been narrated. The best explanation is secured in the authentic traditions, sound comprehensions, and unbroken chain of actions of the Prophet (PBUH). In a few books of commentaries, the status of the Hadiths has meticulously been dealt but weak and fabricated ones have also been cited with authentic ones. The reason behind writing these traditions in the commentaries is the sectarian, generational, political, factional differences and biases. Whenever, the insertion of weak and fabricated traditions starts in interpreting Quran, doors to omissions or erred justifications open up. That's why it becomes mandatory to scrutinize all this in an organized fashion and find a sane way and to separate pure from the adulterated, right from wrong and real from pirated so that the knowledge world benefits and concludes from the literature of commentaries be based upon the truth and facts.

Keywords: Quran, exegesis, Hadith, Urdu, standards

موضوع کا تعارف واہمیت

قرآن حکیم کی تفسیر میں احادیث نبویہ ﷺ، آثارِ صحابہ واقوالِ تابعین نقل کرنا، ایک معروف تفسیری رجحان ہے۔ اس نوع کی تفاسیر، تفسیر بالماثور کے نام سے موسوم ہے۔ برصغیر کے ماثور تفسیری ادب میں متعدد اور متنوع قسم کی تفاسیر مدون ہوئیں ہیں ایسی تفاسیر بھی ہیں جن میں صحتِ حدیث کا خیال رکھا گیا ہے اور صرف صحیح اور

*لیکچرر اسلامیات، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج شجاع آباد، ملتان
**ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

حسن درجے کی روایات درج کی گئی ہیں، قرآن کی بہترین تفسیر روایاتِ صحیحہ، آثارِ ثابتہ اور سنن متواترہ کے اندر محفوظ ہے رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا سب قرآن سے ماخوذ ہے۔

بعض کتب تفسیر میں صحتِ حدیث کا تو خیال رکھا ہے تاہم ان میں صحیح کے ساتھ ساتھ ضعیف اور موضوع احادیث بھی درج ہو گئی ہیں۔ تفاسیر میں ضعیف اور موضوع روایات درج کرنے کی وجہ مسلکی اختلافات ہیں۔ کلامِ الٰہی کی تفسیر میں روایاتِ ضعیفہ و موضوعہ کی نقل سے تحریفات اور غلط تاویلات کے دروازے کھلتے ہیں۔ لہذا یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ان سب کا محققانہ جائزہ لے کر راہ صواب تلاش کی جائے تاکہ تفسیری ادب سے اخذ واستفادہ کرنے والی علمی دنیا صدق وصفائی کی بنیادوں پر قائم ہو سکیں۔

اسلامی علمی حلقوں میں ایسے اہل علم بھی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے منقول تفسیری روایات کے حوالے سے صحیح و سقیم کے چیلنج کو قبول کیا۔ اور انہوں نے روایت اور درایت کے مسلمہ اصولوں کی روشنی میں حدیث پر ناقدانہ نظر ڈالی، تاکہ صحتِ حدیث کی خبر ہو سکے اور کلامِ رسول ﷺ تک شکوک وشبہات کے بغیر رسائی ممکن ہو سکے۔ حدیث پر حکم نہ ہو اور پتہ نہ ہو کہ وہ کس درجہ کی ہے پڑھنے والے لوگ اس پر ایمان اور عمل کی بنیاد بنا لیں، اس موضوع پر کام کرنا اس بناء پر اشد ضروری ہے۔ اور نقلِ روایت میں مفسرین کے ان اسالیب ورجحانات کو علمی دنیا کے سامنے لانا ایک اہم معاملہ ہے۔

مذکور مطالعہ میں بیانیہ طریق تحقیق، دستاویزی طریق تحقیق اور تجزیاتی طریق تحقیق کو بروئے کار لایا جائے گا۔ محدثین کے قائم کردہ اصولِ روایت و درایت کی روشنی میں تفاسیر کے براہ راست مطالعہ کی بنیاد پر مواد کی تجمیع و تحلیل کی جائے گی۔

موضوع پر ہونے والا سابقہ تحقیقی کام

تفسیری ادب کے تعارف و جائزے پر عربی اور اردو زبان میں کئی کتب لکھی گئی ہیں۔ عام طور پر مصنفین نے مفسرین کے احوال و آثار کو بیان کیا ہے۔ تفسیری کتب کے ممیزات و تنقیدات پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ محمد حسین ذھبی نے "التفسیر والمفسرون" میں مختلف رجحانات کے تحت تفسیر کا تدریجی اور تاریخی ارتقاء پیش کیا ہے۔ "علمِ تفسیر وحدیث کا ارتقاء" ڈاکٹر محمد آفتاب اور مولانا عبدالحکیم کی مشترکہ کاوش ہے۔ اس کتاب کے چوتھے باب میں برصغیر پاک وہند میں لکھی گئی تفاسیر کا تذکرہ صدیوں کے لحاظ سے کیا ہے یہ باب بیس صفحات پر مشتمل ہے۔ موضوع زیرِ بحث سے متعلق ایک اور علمی کاوش "تذکرہ مفسرین ہند" کے نام سے اعظم گڑھ انڈیا سے شائع ہوئی۔ کتاب کے مصنف محمد عارف عمری نے ہندوستان کے بیالیس مفسرین کے حالاتِ زندگی اور ان کی

تفسیری خدمات کو بیان کیا ہے۔ پاکستان کا اردو تفسیری ادب رجحانات واثرات تحقیقی و تنقیدی مطالعہ "پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ کی ڈگری کے لیے پیش کیا جانے والا مقالہ ہے جو ڈاکٹر عاصم نعیم نے ۲۰۱۳ء میں پیش کیا اس مقالہ میں پاکستان میں شائع شدہ تفسیری ذخیرے کو مختلف رجحانات کے تحت ڈسکس کیا گیا ہے۔ اصغر علی خان نے "اردو تفسیری ادب میں احادیثِ ضعیفہ وموضوعہ سے استدلال کی روایت اور اس کے اثرات " پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس مقالہ میں اصولِ حدیث کے نقطہ نظر سے ضعیف اور موضوع احادیث کے حوالے سے بعض تفاسیر کا جائزہ لیا گیا ہے تاہم راقم حدیث میں صحیح، حسن اور اسرائیلیات پر مبنی روایات کو زیرِ بحث نہیں لائیں ہے۔

موضوعِ تحقیق کے بنیادی سوالات

1) اردو تفسیری ادب میں نقلِ روایت کا منہج واسلوب کیا ہے؟ اور اس میں حدیث کی صحت وسقم کا کس حد تک خیال رکھا گیا ہے؟

2) کون سے ایسے مفسرین ہے جنہوں نے نقلِ روایت میں تساہل برتا ہے؟ اور اپنی کتب میں صحیح احادیث کے ساتھ ساتھ ضعیف اور موضوع احادیث کو بھی نقل کیا ہے؟

3) روایات کے متون پر درایتی نقد کے اسالیب کی نوعیت کیا ہے؟

بحث ودلائل

روایات واحادیث کی صحت کو جانچنے اور پرکھنے کے لیے خارجی نقدِ حدیث اور داخلی نقدِ حدیث کے معیار مقرر ہیں، جس میں سند اور متن کو صحتِ روایت کے اسنادی و متنی اصولوں پر پرکھا جاتا ہے۔ صحتِ روایت کے لیے ضروری ہے کہ سند میں مذکور تمام راوی عادل اور ضابط ہو اور سلسلہ سند میں انقطاع نہ پایا جائے۔ حدیث کا متن قرآن کی صراحت، احادیثِ صحیحہ، قرآن وسنت سے اخذ شدہ قوائد اور عقل سلیم کی مقتضیات کے خلاف نہ ہو۔ اگر متن کے الفاظ اور مفہوم میں کسی قسم کی رکاکت پائی جائے جو شان نبوت کے منافی ہو یا حدیث میں معجزات و کمالات کا بیان اس طرح ہو کہ جس سے کمال الٰہیہ مجروح ہو تو ایسی رویات قابل قبول نہیں متن حدیث و نفس خبر پر اس غرض سے غور و فکر حدیث پر داخلی نقد کہلاتا ہے۔ مفسرین نے احادیث سے آیات کی تفسیر کرتے ہوئے صحتِ روایت کو موضوع بنایا ہے۔ تنقیح حدیث کے اعتبار سے نقلِ روایت کے دو اسلوب اردو تفسیری ادب میں اختیار کیے گئے ہیں۔

الف) صحتِ حدیث پر کلام

ب) احادیث ضعیفہ کی نقلِ محض

ان اسالیب کی وضاحت میں تفاسیر سے روایات بطور امثلہ درج ذیل ہیں۔

(الف) صحتِ حدیث پر کلام

صحتِ حدیث پر کلام سے مراد یہ ہے کہ مفسرین روایت کی صحت کے حوالے سے کسی رائے کا اظہار کرتے ہیں یا نہیں۔ برصغیر کے مفسرین، صحتِ روایت پر اپنا ذاتی مؤقف بہت کم اختیار کرتے ہیں، کتبِ متون میں درج آراء کو ویسے ہی نقل کر دیتے ہیں۔ صحتِ حدیث پر کلام دو طرح سے کیا گیا ہے یا تو حدیث کی صحت کا درجہ متعین کیا گیا ہے یا پھر روایت کے ضعف کو ثابت کیا گیا ہے۔ اور بعض مقامات پر مفسرین ضعیف حدیث کو نقل کرنے کے ساتھ اسی مفہوم پر مشتمل ایسی روایت بھی نقل کر دیتے ہیں جو صحت کے اعتبار سے صحیح کے درجے میں ہو۔

سورہ بقرہ کی آیت ۱۲۸ میں حضرت ابراہیم کی دعا مذکور ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ [1]

(اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجیے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کیجیے جو آپ کی مطیع ہو اور (نیز) ہم کو ہمارے حج (وغیرہ) کے احکام بھی بتلا دیجئے اور ہمارے حال پر توجہ رکھیئے اور فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانیوالے مہربانی کرنے والے)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صاحبِ تفسیر "بیان القرآن"، مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

"جس جماعت کا اس آیت میں ذکر ہے وہ صرف بنی اسماعیل ہیں جن میں جناب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے۔ پس یہاں جن پیغمبر کے لیے دعا ہے اس سے مراد صرف آپ ﷺ ہوئے کیونکہ یہ دعا دونوں صاحبوں نے کی ہے تو وہی جماعت مراد ہو سکتی ہے جو دونوں کی اولاد ہو اور پیغمبر کے ذکر میں کہا گیا ہے کہ وہ اس جماعت سے ہوں تو جماعت بنی اسماعیل میں سے ہیں اس لیے "حدیث صحیح میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا کا ظہور ہوں"[2]

مولانا اشرف علی تھانوی نے آیت کی تفسیر میں جو حدیث نقل کی ہے اس کی صحت پر کلام کیا ہے اور بتایا ہے کہ صحت کے اعتبار سے یہ روایت صحیح ہے۔

مولانا ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں۔

ان رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) كان لا يعرف فصل السورة حتى ينزل بسم الله الرحمن الرحيم۔

رسول اللہ ﷺ دو سورتوں میں فصل نہ جانتے تھے یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمن نازل ہوئی۔[3]

روایت کی عربی عبارت تحریر کرنے سے قبل مولانا کاندھلوی رحمہ اللہ نے روایت کی صحت پر تبصرہ کیا ہے کہ یہ روایت سنن ابی داؤد[4] میں صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس سے منقول ہے۔

تفسیر معارف القرآن چونکہ احکامی تفسیر ہے۔ مفسر گرامی فرشتوں کے سجدہ تعظیمی سے مسئلہ اخذ کرتے ہیں کہ اب یہاں ایک سوال باقی رہ جاتا ہے کہ سجدہ تعظیمی کا جواز تو قرآن کی مذکورہ آیات سے ثابت ہے۔ شریعت محمدیہ ﷺ میں اس کا منسوخ ہونا کس دلیل سے ثابت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث متواترہ مشہورہ سے سجدہ تعظیمی کا حرام ہونا ثابت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں غیر اللہ کے لئے سجدۂ تعظیمی کو جائز قرار دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کیا کرے (مگر اس شریعت میں سجدۂ تعظیم مطلقاً حرام ہے) یہ حدیث بیس صحابہ کرام کی روایت سے منقول ہے۔ اُصولِ حدیث کی معروف کتاب: ''تدریب الراوی''[5] میں ہے کہ جس روایت کو دس صحابہ کرامؓ اجمعین نقل فرمادیں تو وہ حدیث متواتر ہو جاتی ہے، جو قرآن کی طرح قطعی ہے۔ یہاں تو بیس صحابہ کرام اجمعینؓ سے منقول ہے۔ یہ بیس صحابہ کرام اجمعینؓ روایتیں حاشیہ بیان القرآن میں حضرت حکیم الامت تھانوی نے جمع فرمادی ہیں ضرورت ہو تو وہاں سے دیکھا جاسکتا ہے۔[6]

صحتِ حدیث پر کلام کرتے ہوئے پہلے آپ نے حدیث کا تواتر ثابت کیا ہے اور پھر یہ حکم لگایا ہے کہ متواتر حدیث قطعی الثبوت ہے۔ مفتی محمد شفیع تفسیر میں ایک اور مقام پر بروایت ابوہریرہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرلے تو صاف ہو جاتا ہے۔[7]

روایت پر قاضی محمد عیسیٰ[8] کا مؤقف نقل کیا ہے کہ سند صحیح کے ساتھ یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۹ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے: اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں" اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے کہو" یہ الفاظ ان لوگوں کے قول کی تردید کر دیتے ہیں جو خدا سے بے خوف ہو کر بے تکلف یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی صرف ایک صاحبزادی حضرت فاطمہؓ تھیں۔۔۔ تمام معتبر روایات[9] اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے حضور ﷺ کی صرف ایک بیٹی حضرت فاطمہ ہی نہ تھیں بلکہ تین اور بیٹیاں بھی تھیں۔ حضور ﷺ کے قدیم ترین سیرت نگار محمد بن اسحاق[10] حضرت خدیجہ سے حضور ﷺ کے نکاح کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں "ابراہیمؓ کے سوا نبی کریم ﷺ کی تمام اولاد انہی کے بطن سے پیدا ہوئی اور ان کے نام یہ ہیں قاسم اور طاہر وطیب، اور زینب اور رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمہ۔[11]

روایت کی صحت کے لیے سید ابو الاعلیٰ مودودی نے طبری، ابو جعفر، ابن عبد البر کا حوالہ درج کیا ہے اور علمائے انساب کی متفقہ رائے کو قرآن کی تائید حاصل ہے اس لیے یہ روایت صحت کے اعتبار سے مضبوط ہے۔

سورہ صافات کی آیت نمبر ۱۱۲ اور ۱۱۳ کی تفسیر کرتے ہوئے سید ابو الاعلیٰ مودودی اس مسئلہ پر سات دلائل نقل کئے ہیں کہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے۔

روایات[12] سے یہ ثابت ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جو مینڈھا ذبح کیا گیا تھا اس کے سینگ خانہ کعبہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر کے زمانے تک محفوظ تھے۔ بعد میں جب حجاج بن یوسف نے حرم میں ابن زبیر کا محاصرہ کیا تو وہ سینگ بھی ضائع ہو گئے۔ ابن عباس اور عامر شعبی دونوں اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ انہوں نے خود خانہ کعبہ میں یہ سینگ دیکھے ہیں۔[13] یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قربانی کا یہ واقعہ شام میں نہیں بلکہ مکہ مکرمہ میں پیش آیا تھا اس لیے تو حضرت ابراہیم واسماعیل کے تعمیر کردہ خانہ کعبہ میں اس کی یادگار محفوظ رکھی گئی تھی۔

یہ بات صدیوں سے عرب کی روایات میں محفوظ تھی کہ قربانی کا یہ واقعہ منیٰ میں پیش آیا تھا اور یہ صرف روایت ہی نہ تھی بلکہ اس وقت سے نبی کریم ﷺ کے زمانے تک مناسک حج میں یہ کام بھی برابر شامل چلا آرہا تھا کہ اسی مقام منیٰ میں جا کر لوگ اسی جگہ جہاں حضرت ابراہیمؑ نے قربانی کی تھی، جانور قربان کیا کرتے تھے۔ پھر جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ نے بھی اس طریقے کو جاری رکھا، حتیٰ کہ آج تک حج کے موقع پر دس ذی الحج کو منیٰ میں قربانیاں کی جاتی ہیں ساڑھے چار ہزار برس کا یہ متواتر عمل اس امر کا ناقابل انکار ثبوت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی اس قربانی کے وارث بنی اسماعیل ہوئے نہ کہ بنی اسحاق۔ حضرت اسحاق کی نسل میں ایسی کوئی رسم کبھی جاری نہیں رہی ہے، جس میں ساری قوم بیک وقت قربانی کرتی ہو اور اسے حضرت ابراہیم کی قربانی کی یادگار کہتی ہو۔[14]

تفسیر تفہیم القرآن سے ہی صحت روایت پر تبصرہ کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور مسند احمد میں متعدد طریقوں سے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: **قال اللہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشرٍ**[15]۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ فراہم کر رکھا ہے جسے نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کبھی کسی کان نے سنا، نہ کوئی انسان کبھی اس کا تصور کر سکا ہے"۔ یہی مضمون تھوڑے سے لفظی فرق کے ساتھ حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت مغیرہ بن شُعبہؓ اور حضرت سہل بن سعد ساعِدیؓ نے بھی حضور ﷺ سے روایت کیا ہے۔ جسے مسلم[16]، احمد[17]، ابن جریر اور ترمذی[18] نے صحیح سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔[19]

تفسیر انوار البیان سے روایت بطور مثال پیش ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی تلاوت کی فضیلت بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی کتاب میں سے ایک حرف پڑھے اس کی وجہ سے اسے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس گنا ہو کر ملے گی۔[20]

مذکور بالا روایت میں حدیث کا مفہوم درج کیا گیا ہے اور بحوالہ ترمذی[21] اس حدیث پر صحیح اور حسن کا حکم لگایا ہے۔

بعض دفعہ ایک روایت دو کتبِ متون میں منقول ہو۔ ایک کتاب میں بسند ضعیف جبکہ دوسری کتاب میں اس کی تائید میں صحیح حدیث موجود ہو تو اس روایت کی صحت کا معیار ضعیف کی بجائے حسن ہو جائے گا۔ اس اسلوب کی حامل روایت معارف کاندھلوی سے درج ذیل ہے۔

امام بزار اور امام بیہقی شعب الایمان[22] میں عبد اللہ بن عمرؓ سے راویت کرتے ہیں اور امام بیہقی نے اس کی سند کو ضعیف بتایا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا مہر لگانے والا فرشتہ عرش کا پایا پکڑے کھڑا رہتا ہے، جب کوئی شخص اللہ کے حکم کی بے حرمتی کرتا ہے اور کھلم کھلا اس کی نافرمانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اللہ کے مقابلہ میں گستاخ اور دلیر ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مہر لگانے والے فرشتے کو حکم دیتے ہیں وہ فوراً اس گستاخ اور بیباک کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ جس کے بعد وہ کسی حق کو قبول نہیں کرتا اور احادیث صحیحہ اس معنی کی تائید کرتی ہیں چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے قلب پر لگ جاتا ہے پس اگر توبہ کرلی اور اس گناہ سے باز آ گیا تو دل کو صیقل کر دیا جاتا ہے اور اگر کوئی اور گناہ کیا تو وہ نقطہ اور بڑھ جاتا ہے حتی کہ رفتہ رفتہ اس کے دل کو گھیر لیتا ہے اور یہی وہ رین (زنگ) ہے جس کی حق تعالیٰ نے کلا بل ران علی قلوبھم مما کانوا یکسبون میں خبر دی ہے۔[23]

شعب الایمان سے منقول روایت کی صحت پر کلام تھا۔ اس روایت کی تائید میں ترمذی[24] سے حسن اور صحیح درجہ کی روایت نقل کی ہے۔

صحتِ روایت پر کلام کا تیسرا اسلوب یہ ہے کہ مفسرین روایات کے ضعف کو موضوع بناتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ روایت صحت کے اعتبار سے قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ نیز روایت کے متن و سند میں پائی جانے والی کمزوری کی نشاندہی کرتے ہیں۔

مثلاً ابو منصور احمد بن ابو طالب طبرسی نے کتاب الاحتجاج میں یہ بات لکھی ہے اور سلیمان بن عبد اللہ البحرانی نے اسے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

یا ابا الحَسَنَ انّ ھٰذا الشرف باقٍ ما دمنا علیٰ طاعۃ اللہ تعالیٰ فایّتھن عصت اللہ تعالیٰ بعدی بالخروج علیك فطلّقھا من الازواج واسقطھا من شرف امّھات المؤمنین۔[25]

(اے ابوالحسَن! یہ شرف تو اسی وقت تک باقی ہے جب تک ہم لوگ اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں۔ لہٰذا میری بیویوں میں سے جو بھی میرے بعد تیرے خلاف خروج کر کے اللہ کی نافرمانی کرے اسے تو طلاق دے دیجیو اور اس کو اُمّہات المؤمنین کے شرف سے ساقط کر دیجیو)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد سید ابو الاعلیٰ مودودی اس کا من گھڑت ہونا ثابت کرتے ہیں اور اصولِ حدیث کی روشنی میں اس کا محاکمہ کرتے ہیں۔

اصول روایت کے اعتبار سے تو یہ روایت سراسر بے اصل ہے ہی لیکن اگر آدمی اسی سورۃ احزاب کی اور آیات پر غور کرے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ روایت قرآن کے بھی خلاف پڑتی ہے۔ کیونکہ آیت تخییر کے بعد جن ازواج مطہرات نے ہر حال میں رسول ﷺ ہی کی رفاقت کو اپنے لیے پسند کیا تھا انہیں طلاق دینے کا اختیار حضور ﷺ کو باقی نہ رہا تھا۔ علاوہ بریں ایک غیر متعصب آدمی اگر محض عقل ہی سے کام لے کر اس روایت کے مضمون پر غور کرے تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ انتہائی لغو، اور رسول پاک ﷺ کے حق میں سخت توہین آمیز افترا ہے۔ رسول کا مقام تو بہت بالاتر و برتر ہے، ایک معمولی شریف آدمی سے بھی یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنی وفات کے بعد اپنی بیوی کو طلاق دینے کی فکر کرے گا اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنے داماد کو یہ اختیار دے جائے گا کہ اگر کبھی تیرا اس کے ساتھ جھگڑا ہو تو میری طرف سے تو اسے طلاق دے دیجیو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اہل البیت کی محبت کے مدعی ہیں ان کے دلوں میں صاحب البیت کی عزت و ناموس کا پاس کتنا کچھ ہے، اور اس سے بھی گزر کر خود اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا وہ کتنا احترام کرتے ہیں۔[26]

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی، انہوں نے فرمایا کہ اے محمد اپنی امت کو میرا سلام کہہ دینا اور بتا دینا کہ جنت کی اچھی مٹی ہے اور میٹھا پانی ہے اور وہ چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے یہ ہیں (**سُبْحَانَ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ**) مطلب یہ ہے کہ جنت میں ہے تو سب کچھ مگر اسی کے لیے ہے جو یہاں سے کچھ کر کے لے جائے، جو عمل سے خالی ہاتھ گیا اس کے لیے تو چٹیل میدان ہی ہے۔[27]

سید ابو اعلیٰ مودودی نے روایت کو نقل کرتے ہوئے صحت روایت کے حوالے سے جامع السنن ترمذی[28] میں مذکور موقف نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور سنداً غریب کے درجہ میں ہے۔

حضرت علیؓ کے لیے جبکہ حضور ﷺ کی گود میں سر رکھے سو رہے تھے اور ان کی نماز عصر قضا ہو گئی تھی، حضور ﷺ نے سورج کی واپسی کی دعا فرمائی تھی اور وہ پلٹ آیا تھا۔ حضرت علیؓ کے متعلق یہ جو روایت بیان کی جاتی ہے اس کے تمام طُرُق اور رجال پر تفصیلی بحث کر کے ابن تیمیہ نے اسے موضوع ثابت کیا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور ابن جوزی[29] کہتے ہیں کہ وہ بلاشک وشبہ موضوع ہے۔[30]

فاضل مفسر تفہیم نے اس روایت کی استنادی حیثیت کو واضح کرنے کے لیے علامہ ابن تیمیہ کی تحقیق کا حوالہ دیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے، معروف محدث امام احمد کے نزدیک یہ حدیث بے اصل ہے اور علامہ ابن جوزی نے اس روایت کو موضوع کہا ہے۔

اردو تفسیری ادب میں تنقیح حدیث کے حوالے سے جو کلام روایات کی صحت پر کیا گیا ہے وہ سابقہ محدثین اور علمائے علوم الحدیث کی تحقیق ہی ہے۔ جس میں روایت کے صحیح یا سقیم ہونے کا مؤقف منقول ہے یا پھر ضعیف روایت کی تائید میں صحیح روایت نقل کی گئی ہے۔ یوں ضعیف روایت کی استنادی حیثیت بہتر ہو جاتی ہے۔

(ب) احادیثِ ضعیفہ وموضوعہ کی نقلِ محض

دوسرا نمایاں اسلوب جو مفسرین برصغیر کے ہاں اختیار کیا گیا، وہ احادیث ضعیفہ و موضوعہ کی نقلِ محض ہے۔ ان تفاسیر میں ایسی مثالیں ملتی ہیں، جن میں روایات کو صحت کا اعتبار کیے بغیر نقل کیا گیا ہے۔ احادیثِ ضعیفہ و موضوعہ کی نقل محض کے اسلوب کی وضاحت سے قبل مختصراً یہ جاننا ضروری ہے کہ تفسیر میں احادیث ضعیفہ و موضوعہ کی استدلالی حیثیت کیا ہے؟

تفسیر میں احادیثِ ضعیفہ وموضوعہ کی استدلالی حیثیت

احادیث تفسیر کا اہم اور بنیادی مصدر رہے۔ بلکہ یوں کہا جائے تو غلط نہیں کہ قرآن کا صحیح فہم احادیث وآثار کے بغیر ممکن نہیں۔ تفسیر میں احادیث سے اخذ واستفادہ کرتے ہوئے ان کی حیثیت کو متعین کرنا ضروری ہے۔ محمد حسین ذہبی لکھتے ہیں:

تفسير القرآن بالقرآن. أو بما ثبت من السُّنَّة الصحيحة. فذلك مما لا خلاف في قبوله. لأنه لا يتطرق إليه الضعف. ولا يجد الشك إليه سبيلا. وأما ما أُضيف إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهو ضعيف في سنده أو متنه فذلك مردود غير مقبول. ما دام لم تصح نسبته إلى النبي صلى الله عليه وسلم.[31]

(قرآن کی تفسیر یا تو قرآن سے یا پھر سنت صحیحہ سے جو ثابت ہو، اس سے تفسیر کی جائے گی اور ایسی تفسیر کے قبول میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ شک اور ضعف سے بالاتر ہے۔ باقی رہیں وہ احادیث جن کے متن وسند

میں ضعف و خلل پایا جاتا ہو تو وہ ہر گز قابلِ اعتبار نہیں، مردود ہے اور ان کی نسبت بھی نبی کریم ﷺ کی طرف کرنا درست نہیں ہے)

عقائد و احکام کی تشریح میں صحتِ حدیث کا معیار برقرار رکھنا انتہائی ضروری ہے، البتہ فضائلِ اعمال اور ترغیب وترھیب کے ضمن میں احادیثِ ضعیفہ سے استفادہ کی گنجائش ہے۔ مفسر ابن کثیر، غصّ بصر کے فضائل میں احادیث و آثار نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وروی هذا مرفوعا عن ابن عمر، وحذيفة، وعائشة، رضی الله عنهم ولكن فی إسنادها ضعف، إلا أنها فی الترغيب، ومثله يتسامح فيه.[32]

(یہ روایات ابن عمرؓ، حذیفہؓ اور عائشہؓ سے مرفوعاً مروی ہیں۔ لیکن ان کی اسناد میں ضعف ہے چونکہ یہ ترغیب کے باب سے ہیں اس لیے اس طرح کی روایات میں تسامح برتا جاتا ہے) موضوع احادیث کی روایت صرف ان کی وضعیت بتانے میں کرنا جائز ہے۔ البتہ ضعیف احادیث کی روایت کا جواز فضائل، ترغیب و ترہیب کے باب میں نکلتا ہے۔

اردو تفسیری ادب میں احادیثِ ضعیفہ و موضوعہ کی نقلِ محض کا اسلوب رائج ہے۔ تقریباً ہر تفسیر میں ایسی روایات ملتی ہیں جو صحت روایت کے اسنادی و متنی اصولوں پر پورا نہیں اترتیں، مگر انہیں نقل کیا گیا ہے اور ان کی تحقیق و تخریج سے بھی لاپرواہی برتی گئی ہے۔ زیادہ تر روایات فضائل اعمال، ترغیب و ترہیب کی غرض سے منقول ہیں۔ احادیثِ ضعیفہ و موضوعہ کی نقل محض کی چند نظائر درج ذیل ہیں:

استغفار کی فضیلت میں مولانا کاندھلوی جامع ترمذی[33] سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے: اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے دو امانتیں اتاری ہیں: ایک میرا وجود اور دوسرے استغفار۔ جب میں ان میں سے اٹھ جاؤں گا، تو استغفار ان کے لیے قیامت تک چھوڑ جاؤں گا۔[34] علامہ البانی کہتے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں عباد بن یوسف راوی مجہول ہے۔[35]

پیر کرم شاہ الازہری اپنے مسلکی رجحان کے پیشِ نظر، حدیث کی مشہور کتاب مصنف عبد الرزاق سے روایت نقل کرتے ہیں کہ: حضرت جابرؓ نے حضور فخر موجودات ﷺ علیہ افضل الصلوٰۃ واطیب التحیات سے پوچھا: **یا رسول الله بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئی خلقه الله تعالی قبل الاشیاء ... فقال رسول ﷺ نور نبیك**۔ یعنی حضرت جابرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں مجھے بتایئے کہ

اللہ تعالی نے سب چیزوں سے پہلے کونسی چیز پیدا کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالی نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔[36]

مذکور حدیث ضعیف ہے اور اپنے بطلان کی طرف خود اشارہ کرتی ہے۔بطلان اس لیے کیونکہ نور سے صرف فرشتوں کو پیدا کیا ہے نہ کہ آدم اور اس کی اولاد کو۔علامہ البانی نے سلسلة الاحديث الصحيحه وشئ من فقهها و فوائدها [37]میں اس پر حکم لگایا ہے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی آیت استیذان[38] کی تفسیر میں حضرت ثوبانؓ سے مروی روایت نقل کرتے ہیں:

حضرت ثوبان نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:**اذا دخل البصر فلا اذن**،[39] جب نگاہ داخل ہو گئی تو پھر خود داخل ہونے کے لیے اجازت مانگنے کا کیا موقع رہا"[40] اس حدیث کی تحقیق کے بعد علامہ البانی نے اس کے ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہے۔ لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں کثیر بن زید راوی ضعیف ہے[41]

سورہ نور کی آیت نمبر ۲۹ میں غضِ بصر کا حکم دیا گیا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ[42]

(اے نبی مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے)

اس آیت کی تفسیر میں تفسیر تفہیم القرآن میں ایک روایت منقول ہے کہ: عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ان النظر سهم من سهام ابليس مسموم ، من تركها مخافتي ابدلته ايمانا يجد حلاوته في قلبه**[43]" نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کو چھوڑ دے گا میں اس کے بدلے اسے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا[44] علامہ البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں اسحاق بن عبد الواحد اور الواسطی ضعیف ہے اور ان کی تضعیف پر اتفاق ہے[45]۔

تفسیر انوار البیان میں سورہ بقرہ کی آیت ۳۸ کی تفسیر میں یہ ضعیف روایت منقول ہے:"حضرت عمرؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! تواضع اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اللہ کے لیے تواضع اختیار کی، اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرمادیں گے۔جو اپنے نفس میں تو چھوٹا ہو گا اور

لوگوں کی نظروں میں بڑا ہو گا۔ اور جو شخص تکبر اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیں گے۔ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہو گا۔[46]

مفسر انوار البیان نے تکبر کی ممانعت میں مشکوٰۃ المصابیح سے روایت نقل کی ہے، جس میں متکبر شخص کے لیے سخت وعید سنائی گئی ہے۔ البتہ یہ روایت، صحتِ روایت کے اسنادی اصولوں پر پورا نہیں اترتی۔ علامہ البانی[47] کی تحقیق کے مطابق یہ ضعیف روایت ہے۔ اور اس کی سند میں مذکور راوی سعید بن سلام کذاب ہے۔

مفسر انوار البیان ہی مستدرک حاکم کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں: "گناہ نعمتیں چھن جانے کا سبب ہیں۔ آخرت کے مؤاخذہ کے علاوہ دنیا میں بھی گناہ کی وجہ سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ حضرت آدم و حوا علیہ السلام شجر ممنوعہ کے کھانے کے سبب جنت سے نکال دیئے گئے۔ اور دنیاوی مصیبتوں میں ان کو اور ان کی ذریت کو مبتلا ہونا پڑا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "ان الرجل لیحرم الرزق بالذنب یصیبہ"[48] یعنی بلاشبہ انسان گناہ کرنے کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔[49]

ظاہری طور پر روایت کی نقل کے تقاضے پورے کیے گئے ہیں جس میں مستدرک حاکم کا حوالہ جلد اور صفحہ نمبر کے ساتھ تحریر کیا ہے روایت کی عربی عبارت بمعہ ترجمہ دی گئی ہے مگر یہ ضعیف حدیث ہے اس کی سند میں ابن قرین[50] راوی ضعیف ہے۔

تفسیر تبیان القرآن میں سورہ طلاق کی آیات نمبر ۱۱۔۱۲ کی تفسیر میں حضرت خالد بن ولید مخزومی کی روایت نقل کی ہے: کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دعا میں فرمایا: اللھم رب السموٰت وما اظلت ورب الارضین وما اقلت (اے اللہ! سات اسمانوں کے رب اور جن پر ان کا سایا ہے اور زمینوں کے رب جن کو ان زمینون نے اٹھایا ہے)[51] امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا ہے۔ ھذا حدیث لیس اسنادہ بالقوی[52] اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

مفسرین نے تحقیق و تخریج سے بالاتر بعض ضعیف روایات نقل کی ہیں۔ اور ان روایات پر حدیث، علوم الحدیث اور فن اسماء الرجال کے ماہرین کی تحقیق سے بھی صرف نظر برتا ہے۔

نتائج بحث

روایات واحادیث کی صحت کو جانچنے اور پرکھنے کے لیے خارجی نقدِ حدیث اور داخلی نقدِ حدیث کے معیار مقرر ہیں۔ جس میں سند اور متن کو صحتِ روایت کے اسنادی و متنی اصولوں پر پرکھا جاتا ہے۔ اور پھر روایت کے صحیح و سقیم ہونے کے بارے میں رائے قائم کی جاتی ہے۔ اور برصغیر کے تفسیری ادب میں تنقیح حدیث کے دو اسلوب

معروف ہے صحت روایت پر کلام کرنا یعنی اس کے صحیح و سقیم ہونے کے بارے میں رائے دینا۔ برصغیر کے مفسرین نے صحتِ روایت پر اپنا ذاتی مؤقف بہت کم اختیار کیا ہے، کسی بھی حدیث پر کتبِ متون، کتب اصول حدیث اور کتب اسماءرجال میں درج مؤقف کو ویسے ہی نقل کیا ہے۔ اور بعض اوقات احادیثِ ضعیفہ وموضوعہ کی نقلِ محض پر اکتفاء کیا گیا ہے یہاں تک کہ ان کے ضعف کی نشاندہی بھی نہیں کی گئی۔

حوالہ جات

[1]۔القرآن ۲: ۱۲۸

Al-Quran.2:128

[2]۔تھانوی، اشرف علی، بیان القرآن، (کراچی: سعید ایچ۔ایم کمپنی، ۱۳۵۳)، ۱/۸۹

Thānvi, Ashrāf Ali, Byaān-al-Qraān, (Karachi saeed H.M Company, 1353),1/89

[3]۔کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، معارف القرآن (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن)۱، /۹

Kāndhlvi, Muhammad Adrees, Molāna, Māarf-al-Qurān,(Lahore, Maktabā Rehmaniā),1/90

[4]۔سلیمان بن الأشعث، ابی داؤد: السنن، کتاب الصلاۃ، باب الجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ) رقم الحدیث:۷۸۸

Sulemvān Bin ashās, Abi Dawod، Al-Sunan, Kitāb-al-Salāt, Bab al jahr b bsmillah alrhmaān alrheem, rqmā-al-Hadees 788

[5]۔سیوطی، جلال الدین، تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي، (بیروت: دار طیبہ، س۔ن) ۲/۶۲۹

Syoti, Jilāl-ul-Deen,Tādreeb- al- Rāvee fi sharāh Taqreeb alnwāwi ,(Dār tybāh),2/629

[6]۔مفتی شفیع: محمد، معارف القرآن، (کراچی: ادارۃ المعارف، ۱۹۸۹) ۱/۱۹۰

Mufti Shāfee, Muhammad, Muaārf-al-Qurān, (Karachi, Adarā-tal-Maāraf, 1989), 1/ 190

[7]۔ایضاً ۱/۱۱۹-

Ibid1/191

[8]۔ترمذی، محمد بن عیسی، جامع السنن، أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَاب وَمِنْ سُورَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ، (مصر: مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي، ۱۹۷۵) رقم الحدیث:۳۳۳۴

Tarimzi: Jamāy-al-sunān, Abvaāb altfseer-al-Qurān, Bāb wā min Sorā wy-lu-limutafāfeen,(Misār: Maktāba Mustafā al-bābi al-Hālbi,1975) Rqmā-al-Hādees:3334

[9]۔البیہقی: السنن الکبری، (دار الکتب العلمیۃ، بیروت-لبنان، ۲۰۰۳) رقم الحدیث:۱۳۴۲۳، ۷/۱۱۱، ابن سعد، الطبقات الکبری، (دار الکتب العلمیۃ-بیروت، ۱۹۹۰) ۱/۱۰۶، ۳/۴، ۸/۱۷۴

Al-byhiqi,al-Sunān-al-Kubrā,(Byroot: Dār –al –kutāb –al -elmia, 2003), Rqm-al-Hadees: 13423,7/111, Ibn e Saād, al Tabqaāt-al-Kubrā,(Byrot: Dar-al Kutāb-al-Elmiayā,1990),1/102,3/8,4/174.

[10]۔ابن ہشام: السیرۃ النبویہ، (مصر: مکتبۃ مصطفی البابي الحلبي وأولادہ، ۱۹۵۵)، ۱/۱۹۰، محمد بن إسحاق بن یسار، سیرۃ ابن إسحاق (کتاب السیر والمغازي) (بیروت: دار الفکر، ۱۹۷۸) ص:۲۴۵

Ibn e Hashām, al-seerāh tul-nbviayāh, (Misar:Maktabā Mustafā -al bābi, al-hālbi 1955),1/190, Muhamad bin Ishaāq, seerāh ibn ashaāq,(beruit: Dār-al-Fikar,1978), pag: 245

[11]۔مودودی: ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۹۱)، ۴/۱۳۰

Mododi: abo-la-Aalā, syed, Tafheem-ul-Qurān, (Lahore: Adarā Tarjumaān ul Qurān, 1991) 4/ 130

[12] ۔حاکم:المستدرک علی الصحیحین،(بیروت:دار الکتب العلمیۃ،۱۹۹۰)،رقم الحدیث:۴۰۳۶،۴۰۳۴،۳۶۱۲، ۲/۴۶۸

Hākim, al mustadrk Alā-al-Shihyn, (byrot :dār-al-katab -al-Elmiayāh,1990), Hadith:4036,4034,3612, 2/ 468

[13] ۔مودودی:ابوالاعلیٰ،سید، تفہیم القرآن،۴/۱۳۰،ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،(قاہرہ:دار طیبۃ للنشر والتوزیع،۱۹۹۹ء)، ۴/۳۳۴

Mododi: abo-la-Aalā, syed, Tafheem-ul-Qurān, 4/130, Ibn Kāseer, Tafseer-al-Qurān-al-Azeem, Dār tybah lil-nashar wal-twzee, 1999) ،4/334.

[14] ۔ایضاً،۴/۱۳۰

Ibid,4/130

[15] ۔بخاری، محمد بن اِسماعیل، جامع الصحیح، کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَ أَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ، دمشق:دار طوق النجاۃ، رقم الحدیث۔۳۲۴۴،

Bukhāri Muhammad Bin Ismāeel,Jamāy al-Sahyhee, Kitab badā-al-Khalq,Baāb maa jaā fi Sifāt al janati wa inahaa makhlooqatan, Rqm-al-Hadith:3244,

[16] ۔مسلم بن الحجاج، جامع الصحیح، کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَ أَهْلِهَا(بیروت:دار إحیاء التراث العربي، س۔ن)رقم الحدیث:۵،۴،۳،۲

Muslim Bin Hajāj Jamāy al-Sahee, Kitab al-Janāty wa Sifāty Na-emhaa wa Ahluhā(Byrot:Dar Ihya –al-teras-al-arbi,N.D)Rqma-al-Hadith:2,3,4,5

[17] ۔أحمد بن حنبل، مسند احمد:مُسْنَدُ الْمُكْثِرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ، مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، رقم الحدیث:۹۶۴۹،۹۳۹۱،۹۲۷۹،۸۸۲۷،۸۱۴۳،

Ahmad bin Hambāl, Masanad Ahmed, musnād al muksāreen, min al-Shāba, Masanad abi Huryrā, Rqma-al-Hadith: 9249,9391,9279, 8827,8143

[18] ۔ترمذی: أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَابٌ:وَمِنْ سُورَةِ السَّجْدَةِ، رقم الحدیث:۳۱۹۷، بَابٌ:وَمِنْ سُورَةِ الوَاقِعَةِ، رقم الحدیث:۳۲۹۲

Tarimzi: Jamāy-al-sunān, Abvaāb altfseer-al-Qurān, Bab wa min Sora al-Sajdāh, Raqmā-al-Hadith: 3334.Baāb Wa min Soorāt-al- Waqeaā, Raqm-al-Hadith: 3292

[19] ۔مودودی: تفہیم القرآن،۴/۴۶

Mododi: abul-Aalā, syed, Tafheem-ul-Qurān,4/46

[20] ۔بلند شہری:انوار البیان،(لاہور:مکتبہ محمودیہ، س۔ن)،۴/۱۵۰

Bulānd Shāhree, Anwār ul Bayaān, (Lahore, Maktabāh Mehmood, N.D 4/150

[21] ۔ترمذی: جامع السنن، أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، بَابُ مَاجَاءَ فِيمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ مَالَهُ مِنَ الْأَجْرِ، رقم الحدیث:۲۹۱۰

Tarimzi: Jamāy-al-sunān, Abvaāb Fazayl ul Quraān, Bāb ma jaā feeman Qaraā Harfān mināl Quran meeaatān min al Ajar, Rqma-al-Hadees:2910,

[22] ۔بیہقی:شعب الإیمان،(ریاض:مکتبۃ الرشید للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیۃ بالھند،۲۰۰۳ء)،۹/۳۷۶،رقم الحدیث:۶۸۱۷

Behyqee, shoub-al-Imaān,(Maktabā al Rashid wal Tozee, Riādh, 2003), 9s/376

[23] ۔کاندھلوی:معارف القرآن ۱/۸۷

Kāndhlvee, Muāraf-al-Qurān,1/87

[24] ۔ترمذی: جامع السنن، أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَاب وَمِنْ سُورَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ، رقم الحدیث:۳۳۳۴

Tirmazi: Jamāy-al-sunān, Abvaāb altfseer-al-Qurān, Bāb wa min Sorā-al-Mutafāfeen, Raqma-al-Hadees:3334

[25]۔ مودودی: ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن ۴/ ۷۲

Modudi: abo-la-Aāla, syed, Tafheem-ul-Qurān,4/76

[26]۔ ایضاً

Ibid

[27]۔ مودودی: ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن ۴/ ۱۵۱

Mododi: abo-la-Aala, syed, Tafheem-ul-Qurān,4/151

[28]۔ ترمذی: جامع السنن، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ، رقم الحدیث: ۳۴۶۲

Tirmāzi: Jamāy-al-sunān, Abvaāb-ul-Dawaāt an Rasool allāhy, Baāb mā jaā fi fazl altasbeeh waltakbeer wal tahleel waltahmeed, Raqma-al-Hadees:3462,

[29]۔ ابن جوزی: الموضوعات، (مدینۃ المنورۃ: المکتبۃ السلفیۃ، ۱۹۶۶)، ۱/ ۳۵۵، ۳۵۷

Ibny Jozi, al-Mozoāat, (almaktabā-tul-Salfiā-bil-Madeenā-tul munavāra, 1966),1/355-357

[30]۔ مودودی: ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ۴/ ۳۳۴

Mododi: abo-la-Aala, syed, Tafheem-ul-Quran,4/334

[31]۔ ذھبی: التفسیر والمفسرون، (قاہرہ: مکتبہ وحبہ، س۔ن) ۴/ ۶

Zehbii,altafseer wal muf vāsroon, (Qahira, Maktabā wahba,N.D) 4/6

[32]۔ ابن کثیر: اِسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، (قاہرہ: دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹)، ۶/ ۴۳

Ibny Kāseer: Esmāeel bin Umar, Tāfseer al quran al Azeem,(Dār tybāh lil Nashar waltozeeh, 1999),6/34

[33]۔ ترمذی: جامع السنن،، أبواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ومن سورۃ الأنفال، رقم الحدیث ۳۰۸۲

Tarimzi: Jamāy-al-sunan, Abvaāb al tfseer-al-Qurān, Bab wa min Sorā al-Infaāl, Raqma-al-Hadees:3086

[34]۔ کاندھلوی: محمد ادریس، معارف القرآن، ۳/ ۲۳۱

Kāndhlvee,Muhammad Adrees, Muāarf- al-Qurān,3/231

[35]۔ البانی: محمد ناصر الدین، سلسلہ احادیث ضعیفہ والموضوعہ (الریاض: دار المعارف، ۱۹۹۲) رقم الحدیث: ۱۶۹۰،، ۴/ ۱۸۴،

Albaāni: Muhammad Naser ul deen, Silsilā Ahādees Zeefa wal mwzwā, al Reyaāz,(Dar-ul-Muaārif,1992) Raqma-al-Hadees:1690, 4/184

[36]۔ الازہری: کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکشنز، ۱۲۱۴ء) ۳/ ۵۳

Al-Azhāri, Karam Shāh, Peer, Ziā ul Qurān, (Lahore, Zia ul Qurān Publications,1214) 3/53

[37]۔ البانی: ناصر الدین، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ وشئ من فقہہا وفوائدھا، ۱/ ۸۲۰

Albaāni: Muhammad Naser ul deen, Silsilā Ahādees-al-Saheehaā wā shāeeun min fuqhāo wa fwaidhaā, 1/820

[38]۔ القرآن ۲۴: ۲۷

Al-Qurān,24:27

[39] ۔ابی داؤد: السنن، اَبْوَابُ النَّوْمِ، بَابٌ فِي الِاسْتِئْذَانِ، رقم الحدیث:۵۱۷۳

Abi dāwood, al-Sunān, Abwaāb alnoom, baāb fil Istyzaān, Raqm-al-Hadees:5173.

[40] ۔مودودی: تفہیم القرآن، ۳/۳۷۷

Mododi: abul-Aalā, syed, Tafheem-ul-Qurān,3/377

[41] ۔البانی: ناصر الدین، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ وشئ من فقہہا وفوائدھا، ۶/۹۵

Albaāni: Muhammad Naser ul deen, Silsilā Ahādees-al-Saheehaā wa shāeeun min fuqhao wa fwaidhaā, 6/95

[42] ۔القرآن ۲۴: ۳۰

Al-Qurān24:27

[43] ۔طبرانی: المعجم الکبیر ۱۰/۱۷۳

Tibrāni, al- Mujam-al-Kābeer,10/173

[44] ۔مودودی: تفہیم القرآن، ۳/۳۸۰

Mododi: abo-la-Aalā, syed, Tafheem-ul-Qurān,3/380

[45] ۔البانی: ناصر الدین، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ وشئ من فقہہا وفوائدھا، ۱۲/۹۴۳

Albaāni: Muhammād Naser ul deen, Silsilā Ahādees-al-Saheehaā wa shāeeun min fuqhāo wā fwaidhaā, 12/943

[46] ۔بلند شہری: عاشق الٰہی، انوار البیان، ۱/۶۵، بیہقی، شعب الایمان، (الریاض: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالتعاون مع الدار السلفیۃ ببومبای بالھند، ۲۰۰۳)، ۱۰/۴۵۵، رقم الحدیث:۷۷۹۰

Buland Shāhree, Anwār ul Bayaān,1/65, Behyqee, shoub-al-Imaān, (Maktabā al Rashad wal Tozee, Riaz, 2003),10/455,Raqma-al-Hadees:7790

[47] ۔البانی: سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ وأثرھا السیئ فی الأمۃ، (الریاض: -المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، دار المعارف، ۱۹۹۲)، ۱۰/۴۸۵، رقم الحدیث:۴۸۷۵

Albaani: Muhammad Naser uldeen, Silsila Ahadees Zeefa wal mwzwaa, (Al-Reyaaz, Dar ul Muaarif,1992),Raqma-al-Hadees:4875,10/485

[48] ۔الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۰،) ۳/۵۴۸، رقم الحدیث۶۰۳۸

Al Hakim,al-Mustadrikul Al Al-Shyheen,(Dar al Kutab al-Elmiaya,Byroot,1990) 3/458, Raqma-al-Hadees:6038

[49] ۔بلند شہری: عاشق الٰہی، انوار البیان، ۱/۶۴۔۶۵

Buland Shahree, Anwar ul Bayaan,1/64-65

[50] ۔الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، ۳/۵۴۸، رقم الحدیث۶۰۳۸

Hakam, almustadrak Ala-al-Shihyn, Rqma-al-Hadees:6037

[51] ۔سعیدی: غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، ۱۲/۹۱

Saeedi,Gulam Rasool, Alama, Tibyaan-ul-Quran,12/91

[52] ۔ترمذی: جامع السنن، اَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحدیث:۳۴۰۰

Tarimzi: Jamay-al-sunan, Abvaab-ul-Daawaat an Rasool ul Lalahy (PBUH) Raqma-al-Hadees:3400